روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

نمبر ۳۸/۷۳ | ہفتہ ۱۳ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ، ۲۴ فتح ۱۳۶۷ہش، ۲۴ دسمبر ۱۹۸۸ء | نمبر ۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے

سرسبزی اسوقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جبتک دنیا سے کٹ کر خدا سے تعلق نہ قائم کر لے

"یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے یہ تو صرف پوست ہے مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانونِ قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی وہ کسی کام نہیں آسکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ہاں ایک دو منٹ تک کسی بچّے کے کھیل کا ذریعہ ہو تو ہو۔ اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا، تو اُسے ڈرنا چاہیئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ اس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔

اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جبتک مغز پیدا نہ ہو۔ ایمان، محبّت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مُریدی..... کا مدعی سچّا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچّی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں، موت کس وقت آجاوے، لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت سی موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا ——— انسان اصل میں اُنسَان سے لیا گیا ہے۔ یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں ایک اللہ تعالیٰ سے دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اسمیں پیدا ہو جاویں۔ اسوقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ جبتک یہ نہیں کچھ بھی نہیں ہزار دعویٰ کر دکھاؤ، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اُسکے نبیؐ اور اُسکے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے" (ملفوظات جلد اوّل جدید صد ۴۱۶)

اگر کوئی شخص یہ عہد اور اقرار کرنے کے بعد (بیعت اور حضور اقدس کی اطاعت) ہمارے کسی فیصلے پر خوشی کیساتھ رضامند نہیں ہوتا بلکہ اپنے سینہ میں کوئی روک اور اٹک پاتا ہے تو یقیناً کہنا پڑیگا کہ اس نے تبتّل حاصل نہیں کیا اور وہ اس اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو تبتّل کا مقام کہلاتا ہے بلکہ اسکی راہ میں ہوائے نفس اور دنیوی تعلقات کی روکیں اور زنجیریں باقی ہیں اور ان حجابوں سے وہ باہر نہیں نکلا جنکو پھاڑ کر انسان اس درجہ کو حاصل کرتا ہے جبتک وہ دنیا کے درخت سے کاٹا جا کر الوہیت کی شاخ کیساتھ ایک پیوند حاصل نہیں کرتا اس کی سرسبزی اور شادابی محال ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید صد ۵۵۳)

مصیبت کے زخم کیلئے مرہم

"یاد رکھو مصیبت کے زخم کیلئے کوئی مرہم ایسا تسکین دہ اور آرام بخش نہیں ہو سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا"

احباب محتاط رہیں:

"معلوم ہوا ہے کہ بعض جگہوں پر غیر از جماعت احباب نے جعلی مہریں اور پیڈ تیار رکھے ہیں اور ان پر لوگوں کو احمدی ہونے کے جعلی سرٹیفکیٹ جاری کر رہے ہیں۔

احباب جماعت محتاط رہیں اور ایسے لوگوں پر نظر رکھیں۔ اگر ایسے لوگوں کا کہیں پتہ چلے تو فوری طور پر نظارت امور عامہ کو اطلاع دیں۔ تاکہ ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکے"

(ناظر امور عامہ)

میرے والد مکرم صوبیدار محمد شفیع صاحب دارالنصر غربی ربوہ کئی روز سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ آج کل علی ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں احباب کرام سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(نصیب انور۔ ربوہ)

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے صدقہ کی تحریک

حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:

"... اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے"

فضل عمر ہسپتال خدمت خلق کی قابلِ رشک تاریخ کا مالک ہے۔

اس ہسپتال کے مستحق مریضوں کے مفت علاج کے لیے صدقہ کی رقوم ارسال فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۴ فتح ۱۳۶۷ ہش ۲۴ دسمبر ۱۹۸۸ء

آبِ حیات

بعض باتیں ایسی ہیں کہ اگر وقفہ وقفہ کے ساتھ انہیں بار بار دہرایا جائے تو پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اب دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ انسان کی زندگی جسمانی اور روحانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک تو اس پانی کا انتظام کیا ہے جو ہمارے جسم کو زندہ رکھتا ہے اور ایک اس پانی کا انتظام کیا ہے ۔ ہماری روح کو زندہ رکھتا ہے بلکہ ہماری مردہ روحوں کو زندگی عطا کرتا ہے اور پھر اس زندگی کو قائم رکھتا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ اس دنیا کی زندگی جسے ہم جسمانی زندگی کہہ سکتے ہیں۔ اس کو قائم رکھنا بھی نہایت ضروری ہے ۔ جہاں تک بھی انسان کی طاقت میں ہے۔ انسانی فریضہ ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ایک ایسا لازمۂ حیات ہے جسے کبھی انسانی فرائض میں سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے صحت مند ہو تو صحت کو قائم رکھے بیمار ہو جائے۔ خدانخواستہ۔ تو بیماری کا علاج کرے اور علاج کروا کے اپنے جسم کو تندرست بنانے کی کوشش کرے جہاں تک روحانی زندگی کا تعلق ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک پانی مہیا فرمایا ہے جو ہماری روحانی زندگی کو قائم کرنے کے لئے اور اُسے قائم رکھنے کے لئے انتہائی لازمی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ مردوں کے زندہ ہونے کے لئے بہت سا آبِ حیات خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی دیا ہے بے شک جو شخص اس میں سے پیئے گا زندہ ہو جائے گا بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے مردے زندہ نہ ہوں اور اپنی آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ ہم سب جو احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جو آبِ حیات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا وہ انسانوں کی روحانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے روحانی

ہمت و حوصلے سے ہر تدبیر
خود بناتی ہے آپ کی تقدیر
عزم بالجزم ہو تو ہر انساں
فاتحِ دہر کی ہے اِک تصویر

ابو الاقبال

شرحِ عام

دوستو آؤ کہ مل کر کام کی باتیں کریں
اس کے لطفِ خاص و لطفِ عام کی باتیں کریں

ہو رہی ہیں چار سُو اس کے کرم کی بارشیں
ہم گھٹاؤں سے برستے جام کی باتیں کریں

لوحِ دل پر تو خدا کا نام کندہ ہو گیا
اب زباں سے آئیے اس نام کی باتیں کریں

ہر گھڑی اپنی دعاؤں کا کریں ہم ذکرِ خیر
ہم بھلا کیوں غیر کی دُشنام کی باتیں کریں

ہم کو تو سارے جہاں کی فکر دامنگیر ہے
کیوں فقط اِک خطۂ گمنام کی باتیں کریں

ہم کو پیش آئیں مصائب تو رہیں خاموش ہم
اُن کی خاطر اُن کے ہر آرام کی باتیں کریں

شبنمی پھولوں کو ہم دانہ سمجھ کر کیوں گریں
خار اُلجھے ہیں تو ان کے دام کی باتیں کریں

ہم رہیں چُپ چاپ اور سارا زمانہ بول اُٹھے
یہ تکلّف ہے کہ نطقِ خام کی باتیں کریں

اِک ذرا سی بات پر جو پیچ دیتے ہیں ضمیر
ناروا ہے ان کے ہم اوہام کی باتیں کریں

کیا عجب یہ بھی زمانے کا تقاضا ہے نسیمؔ
خاص لوگوں میں بھی شرحِ عام کی باتیں کریں

نسیم سیفی

طور پر مردے اس سے زندہ ہوتے ہیں اور اپنی زندگی کو قائم رکھ سکتے ہیں روحانی زندگی جسمانی زندگی سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جسمانی زندگی تو اسی دنیا میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے لیکن روحانی زندگی جس کا اس دنیا سے بھی تعلق ہے اور اگلی دنیا سے بھی تعلق ہے وہ لاانتہا عرصہ تک قائم رہنے والی ہے۔ ہم سب اس زندگی کو قائم کرنے کے لئے اور

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(قسط نمبر ۱)

پیکرِ صدق و صفا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

(مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف)

حضرت کعب بن مالک کے دادا کا نام عمرو بن قین تھا۔ کنیت ابی کعب۔ والدہ کا نام لیلیٰ بنت زید بن ثعلبہ تھا۔ انصار کے خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ لہٰذا المدنی بھی کہلائے تھے۔

عقبہ ثانیہ

آپ ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہوں نے عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر بیعت کی تھی اور اس پر بجا طور پر فخر کیا کرتے تھے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور فرماتے تھے کہ اس میں عدم شرکت کی وجہ یہ تھی کہ ہم نے سمجھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلہ کی روک تھام کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں لیکن وہ تو خدا کی تقدیر تھی کہ قریش سے مڈھ بھیڑ ہو گئی۔ فرمایا کرتے تھے کہ عقبہ کا وہ تاریخی موقعہ ہے جب ہم نے اسلام پر ثابت قدم رہنے کا عہد کیا تھا۔

عقبہ ثانیہ کی رات وہ مبارک رات تھی جب مکہ کی ایک گھاٹی میں کفر کے زور کے ایام میں ستر فدائی رات کی تاریکی میں اکٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آئندہ کی مشکلات کا جائزہ لیتے ہوئے ہر حالت اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا عہد باندھا تھا اور اسلام کی خاطر تمام طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لینے کے لئے وہ تیار ہو گئے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور آپؐ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت کعب بن مالکؓ کی مؤاخاۃ حضرت طلحہ سے قائم فرمائی۔ حضرت طلحہ ان دس بزرگوں میں سے ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی ایک روایت میں حضرت زبیر سے بھی مؤاخاۃ کا ذکر آتا ہے۔ اور حضرت زبیر کے مقام کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جنگِ احزاب کے مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں "میرا حواری" کا خطاب دیا تھا۔ حضرت زبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماء سے ان کی شادی ہوئی تھی گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی تھے۔

شاعرِ عربی

حضرت کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعراء میں سے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے تین مسلمان شاعر مشہور تھے۔ (۱) حضرت حسان بن ثابت (۲) عبداللہ بن رواحہ (۳) کعب بن مالکؓ

حضرت کعب اپنے اشعار میں کفار کو ان کے بد انجام سے ڈراتے تھے چنانچہ ایک موقعہ پر دوس اور ثقیف قبیلہ کو مخاطب ہو کر آپ نے یہ دو شعر کہے ؎

قضینا من تھامۃ کل وتر
وخیبر ثم اغمدنا السیوف
تخبرنا ولو نطقت لقلن
قواطعھن دوسا و ثقیف

ترجمہ:۔ ہم نے تہامہ اور خیبر سے تمام بدلہ لے لیا اور تلواروں کو میان میں کر لیا۔ تلواریں ہمیں بتلا رہی ہیں اور اگر وہ بول سکتیں تو کہتیں کہ اب ان کی کاٹ دوس اور ثقیف قبیلہ ہیں۔

اسد الغابہ میں ہے کہ یہ شعر سنے تو دوس نے کہا۔

"انطلقوا فخذوا لانفسکم لا ینزل بکم ما نزل بثقیف"

جلدی کرو اپنا بچاؤ کر لو ورنہ ثقیف کی طرح کہیں ہم بھی نہ دھر لئے جائیں۔

ایک اور موقعہ پر انہوں نے یہ شعر کہا ؎

زعمت سخینۃ ان ستغلب ربھا
فلیغلبن مغالب الغلاب

سخینہ کا گمان ہے کہ اس کا معبود اس کو غالب رکھے گا بہتر ہے وہ غالب ہونے والوں کے غالب خدا پر غلبہ حاصل کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر سنا تو فرمایا کعب تم نے اس شعر سے خدا کو خوش کیا۔

حضرت کعب اور جنگِ اُحد

اُحد کی جنگ میں حضرت کعب شریک ہوئے اور انہیں یہ فخر حاصل ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زرہ پہنی تھی جو کہ تانبے کی بنی ہوئی تھی اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ پہنی تھی اُحد کے دن اس بہادری سے لڑے تھے کہ جسم پر گیارہ زخم لگے تھے۔ جب آنحضرت ابن قمیہ کی تلوار سے زخمی ہوئے اور ایسا موقعہ بھی آیا کہ آنحضرتؐ بے ہوش ہو کر گر گئے اور یہ مشہور ہو گیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے والے بھی حضرت کعب ہی تھے۔ آپ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں خود کے نیچے چمکتی دیکھیں تو زور سے پکارا اے مسلمانو! تمہیں بشارت ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔

پہلی اور آخری جنگ

یہ بھی عجیب تاریخی اتفاق ہے کہ حضرت کعب پہلی جنگ یعنی بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اور اس جنگ سے پیچھے رہنے کی وجہ سے وہ خود فرماتے ہیں صرف میری غفلت تھی لیکن جہاں اس تاریخی موقعہ سے آپ محروم رہے اور اپنی اس غلطی کی وجہ سے سزا پائی وہاں اس سزا نے ان کے کردار کے ایسے عظیم الشان پہلو اجاگر کئے جنہوں نے انہیں تاریخ اسلام میں زندہ جاوید بنا دیا۔

نو ہجری کا موسم گرما کا واقعہ ہے رجب کا مہینہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ہرقل نے رومیوں کا ایک لشکرِ جرار تیار کیا ہے اور وہ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ یہ دن شدید گرمی کے تھے۔ ملک میں خشک سالی تھی۔ فصلیں پکی ہوئی تھیں۔ گھروں سے نکلنا بہت مشکل تھا۔ دور دراز کا سفر تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صراحت سے بتا دیا کہ شام کی طرف سفر درپیش ہے پوری تیاری کر لی جائے۔ آپؐ نے لشکر کی تیاری کے اخراجات کے لئے چندہ کی اپیل بھی کی۔ چنانچہ سب سے بڑھ کر حضرت عثمان غنیؓ نے حصہ لیا۔ اسی موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللّٰھم ارض عن عثمان فانی عنہ راض

اے اللہ عثمان سے راضی ہو جا میں بھی اس سے راضی ہوں۔

اسی موقعہ پر سات صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس اس دور دراز کے سفر کے لئے کوئی سواری نہیں ہمیں سواری عنایت فرمایئے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار فرما دیا۔ وہ روتے ہوئے واپس ہونے کہ کیا اب ہم اس تاریخی سعادت سے محروم رہ جائیں گے؟

اس موقع پر منافقین نے کہا تھا کہ اتنی سخت گرمی ہے۔ لوگو اس گرمی میں باہر نہ نکلو۔

منافقوں نے کہا گرمی میں جہاد کے لئے نہ جاؤ کہہ دے جہنم کی گرمی زیادہ سخت ہے اے کاش وہ سمجھیں۔

اس موقعہ پر حضرت ابو خیثمہؓ کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے تھے واپس آئے تو پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے ان کی آمد پر جھونپڑیوں کو صاف کیا۔ پانی وغیرہ چھڑکا انہیں ٹھنڈا کیا۔ کھانا وغیرہ تیار کیا۔ انہوں نے یہ اہتمام دیکھا تو فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ آندھی اور گرمی میں ہوں اور ابو خیثمہ ٹھنڈے سائے تیار کھانے اور خوبصورت عورت کے پاس گھر میں مقیم ہو۔ یہ انصاف نہیں خدا کی قسم میں گھر میں داخل نہیں ہوں گا۔ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر ملتا ہوں۔

چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے غبار اٹھتا دیکھا تو فرمایا کن ابا خیثمہ خدا کرے ابو خیثمہ ہو۔

اسی جنگ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ کی سواری تھک گئی۔ آپ بہت پیچھے رہ گئے۔ بالآخر سواری کو وہیں چھوڑا اور حضرت ابوذر غفاری اپنی پشت پر سامان لاد کر پیدا چل پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ دور اکیلا آدمی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلا آرہا ہے فرمایا۔ کن ابا ذر خدا کرے یہ ابو ذر ہوں۔

اس موقع پر لشکر کا راشن ختم ہوگیا تو تمام کھجوریں ایک جگہ جمع کریں اور سب کو راشن مساوی تقسیم کر دیا جاتا۔ اس موقعہ کے متعلق یہ بھی مروی ہے کہ ایک کھجور فی کس ملتی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ ایک کھجور سے تمہارا کیا بنتا تھا۔ جواب دیا اس کھجور کی قدر کا بھی اُس وقت پتہ چلا جب صرف گٹھلی چوس کر ہم پانی پی لیتے تھے۔

اس موقعہ پر یہ نوبت بھی آئی کہ پانی کی کمی کی وجہ سے سواریوں کو ذبح کرکے ان کی اوجریوں میں سے نچوڑ کر پانی پیا۔

اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں محمد بن مسلم انصاری کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ بعض نے سباع بن عرفظ کا بھی نام لیا ہے۔ ابن سعد نے اول الذکر کو ہی زیادہ درست قرار دیا ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ حضرت علی فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو مدینہ میں سوائے بچوں۔ عورتوں یا منافقوں کے کوئی تھا ہی نہیں۔ حضرت علیؓ اس کیفیت کو دیکھ کر گھبرائے اور مدینہ سے تین میل دور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ مدینہ میں تو سوائے عورتوں اور بچوں کے کوئی نہیں رہا ایک مومن کی حیثیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدمہ محسوس کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے حضرت علیؓ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے علی اگر ایک تاریخی سعادت سے آپ محروم ہو رہے ہیں تو اس میں تمہارا کیا قصور ایک تاریخی سعادت آپ کو حاصل بھی ہو رہی ہے کہ آپ میرے قائم مقام ہوں گے اسی طرح جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ کے ان کی غیبوبت میں قائمقام تھے ہاں ایک فرق ہے موسیٰؑ کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں حالتوں میں ہارون نبی تھے۔ لیکن آپؓ میرے قائم مقام تو ہوں گے لیکن نبی نہیں ہوں گے۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ ہر قبیلہ نے علیحدہ علیحدہ جھنڈا اٹھایا ہوا تھا عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین ثنیۃ الوداع سے ہی واپس ہوگیا۔ ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لشکر کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا۔ بعض لوگوں نے روانگی سے قبل معذرت کرکے اجازت لے لی تھی اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر سورۃ توبہ میں اسطرح کرتا ہے

ترجمہ:۔ "مدینہ کے ارد گرد دیہاتی لوگوں میں سے بہانہ ساز آکر پیچھے رہنے کی اجازت چاہتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسولؐ سے جھوٹ بولا تھا وہ بغیر اجازت پیچھے بیٹھ گئے کافروں کو یقیناً عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا کمزور، بیمار اور جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے ان پر کوئی گرفت نہ ہوگی جبکہ وہ دل طور پر اللہ اور اس کے رسولؐ کے مخلص ہیں۔"

تبوک کو جاتے ہوئے ثمود قوم کا صدر مقام حجر راستہ میں آتا ہے یہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرنے لگے تو آپؐ نے کپڑے سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز کر لیا اور فرمایا:۔

لا تدخلوا بیوت الذین ظلموا الا و انتم باکون خوفاً ان یصیبکم مثل ما اصابھم (ابن ہشام)

یعنی جنہوں نے ظلم کیا ان کے گھروں میں ہرگز داخل نہ ہو مگر اس حالت میں کہ تم روتے ہو۔ یہ مقام عبرت ہے ڈرو کہ تم کو بھی وہ عذاب نہ آلے جس نے اس قوم کا استیصال کر دیا تھا۔ بعض لوگوں نے یہاں کے پانی سے آٹے وغیرہ گوندھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ آٹے بھی اپنے جانوروں کو کھلا دو۔ سفر کے دوران آپؐ کی اونٹنی گم گئی۔ زید بن اصیت قینقاعی منافق نے کہا یہ نبی ہیں اور آسمان کی خبریں دیتے ہیں لیکن اپنی اونٹنی گم گئی ہے اور انہیں پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو فرمایا:۔

وانی واللہ ما اعلم الا ما علمنی اللہ۔ و قد دلنی اللہ علیھا۔

(ابن ہشام)

خدا کی قسم مجھے صرف اس بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھے بتاتا ہے اور اُس نے اب مجھے بتایا ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے۔ حضرت عمارؓ کو جب زید کی اس گفتگو کا پتہ چلا تو آکر اس کی گردن پر مکہ لگائی اور کہا میرے خیمہ سے نکل جاؤ۔

گویا یہ اعتراض کوئی نیا نہیں کہ لو صاحب نبی اچھے ہیں۔ یہ آسمان کی خبر کس طرح بتاتے ہیں۔ انہیں تو گردوپیش کی ہوش نہیں۔ اس مضمون کو کیا خوب کسی نے بیان کیا ہے ؎

کسے پرسید زاں گم کردہ فرزند
کہ اے روشن گہر پیرِ خرد مند
ز مصرش بوئے پیراہن شمیدی
چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہاں است
دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلےٰ نشینیم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

یعنی کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جن کا بیٹا گم ہوگیا تھا پوچھا کہ اے روشن گہر عقلمند بوڑھے، مصر سے اس کی قمیص کی بُو سونگھ لی تھی لیکن کنعان میں کنوئیں پڑے کی خبر نہ ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سنا تو فرمایا ہماری مثال تو کوندنے والی بجلی کی ہے۔ کبھی وہ نظر آتی ہے اور کبھی نہاں ہو جاتی ہے۔ کبھی ہم ملاءِ اعلےٰ کی سیر کرتے ہیں اور وہاں کی خبریں لاتے ہیں لیکن کبھی اپنے پاؤں کے نیچے کی خبر نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں ہی محاسبہ ہوتا جاتا تھا کہ فلاں صحابی نہیں آیا اور فلاں نہیں آیا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد اتنی نہ تھی کہ کوئی مخفی رہ سکے۔ جب صحابہؓ کسی پیچھے رہ جانے والے کا ذکر کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے چھوڑو اس کا ذکر اگر اس میں بھلائی ہوگی تو تمہیں آملے گا ورنہ خدا تعالےٰ نے تمہیں اُس سے مخلصی بخشی۔

ان پیچھے رہ جانے والوں میں سے تین صحابہؓ خاص تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے ان میں سے ایک حضرت کعبؓ بن مالک تھے۔ دوسرے ہلالؓ بن امیہ اور تیسرے مرارہؓ بن ربیع تھے جاری ہے

افکار معاصرین

حکمت اور دلائل سے کام لیجئے

ایک بھارتی مسلمان مکرم خادم حسین صاحب بھاگلپوری پاکستان میں تشریف لائے۔ انہوں نے یہاں جو کچھ دیکھا اس کے بارہ میں انہوں نے "حکمت اور دلائل سے کام لیجئے" کے زیر عنوان بڑی معنی آفریں باتیں کیں۔ ان کی یہ تحریر روزنامہ امن میں شائع ہوئی جو ذیل میں بلاتبصرہ پیش کی جاتی ہے۔

نسیم سیفی

خادم حسین صاحب بھاگلپوری لکھتے ہیں کہ میں ایک بھارتی مسلمان ہوں عرصہ دراز کے بعد اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کے لئے پاکستان آنے کا اتفاق ہوا قبل ازیں ۱۹۵۰ء میں کراچی آیا تھا۔ اس وقت ہندوستان اور پاکستان ایک جیسے ملک معلوم ہوتے تھے۔ اب ۳۴ سال کے بعد زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چند باتیں آپ کے اخبار کی وساطت سے ہدیہ قارئین ہیں۔ یہاں کے اردو اخبار کا بلند معیار دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ ہماری طرف کے اردو اخبار "ڈنگ ٹپاؤ" اور واجبی نوعیت کے ہیں۔ پاکستان کے اردو اخبارات کا معیار ہماری طرف کے انگریزی اخبارات سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ مارواڑی ہندوستان میں بہت چالاک سمجھے جاتے ہیں لیکن کراچی کا کاروباری طبقہ چالاکی اور بدعنوانیوں میں مارواڑیوں سے بھی کئی قدم آگے ہے۔ اسلام کا نعرہ ٹی وی۔ ریڈیو اور اخبارات میں ہی بلند ہوتا ہے۔ عملی حالت لوگوں کی عبرت ناک ہے ہندوستان کا مسلمان یہاں کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ اسلام کے سنہری اصولوں پر کاربند ہے۔

مرزائیت اور قادیانیت کے خاتمے کیلئے یہاں بڑی قابل قدر کوششیں ہو رہی ہیں۔ لیکن خاکسار کو یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ ایک نیک مقصد کے حصول کے لئے بعض اوقات جو ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں اور ہمارے علمائے کرام جو بیانات جاری کرتے ہیں وہ حقیقت سے کوسوں دور ہوتے ہیں اور اس طرح جھوٹ بولنا اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ ایک مسجد میں خاکسار نے ایک مولوی صاحب کا خطبہ سنا۔ جمعہ کی نماز کے بعد بندہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بڑے ادب سے عرض کیا کہ ردِ مرزائیت کے بہت سے امور جو آپ نے بیان فرمائے ہیں سیاست دانوں کو تو شاید زیب دیں لیکن ایک عالم دین کو جمعہ کے روز منبر پر چڑھ کر ہرگز نہیں کہنے چاہئیں۔ مولانا بہت بگڑ گئے۔ اور گرجدار آواز میں فرمایا کہ "تم بچے ہو عقل کے کچے ہو۔ کیا تم نے اب تک نہیں سنا کہ محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے" مولانا کا یہ کلام سن کر میں دم بخود رہ گیا۔ ہم عرصہ دراز سے مرزائیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے کوشاں ہیں لیکن میری

(باقی صفحہ ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افواہ پھیلانے کی عادت مجرمانہ عادت ہے

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کا اقتباس

حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب فرماتے ہیں

قرآن کریم سچائی کی کتاب ہے۔ کسی چیز پر پردہ نہیں ڈالتی۔ ہر بات کو محفوظ کرتی ہے۔ اور حقیقی اور سچی تاریخ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ سوسائٹی میں بھی بیمار لوگ ہوتے ہیں۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ سوسائٹی کو بیمار دکھانے والے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ اچھے لوگوں کو بُرا کہنے والے بھی ہوتے ہیں اور بروں میں اچھے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ایک سوسائٹی میں جو ترقی کر رہی ہے صحت یا عدم صحت کے ہر قسم کے جو پہلو موجود ہیں وہ سارے قرآن کریم نے محفوظ فرما دیئے ہیں اور بیماریاں پھیلانے کا جو ذکر ہے ان میں ایک ایسی چیز ہے جس کو خاص طور پر ..... میں نے چنا ہے وہ یہی ہے کہ بعض لوگ سادگی سے عادتاً اس بات کے عادی ہوتے ہیں کہ جو بات سنی اس کو آگے پہنچا دیا کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو خواہ امن کی بات پہنچے خواہ خوف کی بات پہنچے۔ انہوں نے آگے بات کرنی ہی کرنی ہے اتنی عقل نہیں کہ خود پہچان سکیں کہ بات مناسب بھی ہے کہ نہیں۔ اس کے اندر کوئی بدی کے پہلو تو موجود نہیں۔ شرارت تو نہیں مخفی۔ یہ ساری باتیں دیکھنے کی وہ بے چارے اہلیت نہیں رکھتے۔ لیکن خود شرارت کرنے والے نہیں ہوتے ورنہ وہ صرف خوف کی باتیں پھیلاتے۔ ایسے لوگوں سے الزام اٹھانے کے لئے قرآن کریم نے عجیب اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ فرمایا ان لوگوں کو تم متہم نہیں کر سکتے۔ یہ بے چارے تو خوف کی باتیں ہوں انکو بھی پھیلا دیتے ہیں امن کی باتیں ہوں انکو بھی پھیلا دیتے ہیں۔ لیکن یہ نصیحت فرمائی کہ تمہیں چاہیئے کہ جب کوئی باتیں سنو تو ان لوگوں تک پہنچا دیا کرو جن کا ان امور سے انتظامی تعلق ہے۔ جن کے سپرد خدا تعالیٰ نے معاملات کی باگ ڈور کی ہوئی ہے ان کو خدا نے فہم بخشا ہے۔ ان کو استطاعت عطا فرمائی ہے کہ وہ چھان بین کر سکیں۔ اور پھر وہ بتائیں کہ اس بات کے پھیلانے میں کوئی عار تو نہیں۔ کوئی نفس کا خطرہ تو نہیں کوئی شر کا پہلو تو نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ارادتاً شرارت اور بدی کی نیت سے باتیں پھیلاتے ہیں۔ ان کے متعلق قرآن کریم نے بڑی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

تو بعض لوگ عمداً شرارتیں پھیلانے والے بھی ہوتے ہیں۔ قرآن کریم تمہیں یہ بتانا چاہتا ہے کہ بے خیالی میں بغیر کسی بالارادہ شرارت کے اگر تم باتیں کرتے ہو تو ذمہ داری سے مبرا قرار نہیں دیئے جا سکتے کیونکہ اس سوسائٹی میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ارادتاً شرارت کے ساتھ بعض باتیں پھیلاتے ہیں۔ تم ایسی باتیں پھیلانے میں ان کے آلۂ کار بن جاتے ہو۔ ان کا میڈیم بن جاتے ہو۔ باوجود اس کے کہ تم شر کے آغاز میں شامل نہیں تھے۔ تمہارے ذریعے وہ شر دوسروں میں پھیلتا ہے اور اس لحاظ سے تم الزام کے نیچے آجاتے ہو اس لئے تمہیں اس عادت کو چھوڑنا پڑے گا۔ یہ عادت مجرمانہ عادت ہے جو شر کو پھیلانے کا موجب بنتی ہے ...... اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے اس کی ایک ایسی مثال دی جس سے وہ تعلق کھل کر سامنے آجاتا ہے ...... آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کرتا ہے تو وہ غیبت اس تک نہیں پہنچ سکتی جس کی غیبت کی جا رہی ہے جبتک کوئی غیبت کی بات اس تک نہ پہنچائے کوئی شخص برائی کی بات اس تک پہنچاتا ہے جس کے متعلق کی جا رہی ہے تو یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی نے تیر مارا ہو کسی کی طرف اور وہ اس کو لگا نہ ہو اور اس کے پاؤں کے نیچے اس کے قدموں میں آکر گر گیا ہو۔ کوئی شخص اس تیر کو اٹھائے اور اس کے سینے میں گھونپ دے کہ یہ تو تمہارے سینے کے اوپر چلا گیا تھا پہنچا نہیں۔ میرا تو کوئی قصور نہیں۔ میں تو نیچے سے اٹھا کر تمہارے سینے میں داخل کر رہا ہوں جو اصل مقصد تھا اس تیر کے چلانے کا۔ پس بعض لوگ تیر چلاتے ہیں اور بعض ان تیروں کو ان کی جگہوں تک پہنچاتے ہیں جہاں ان کو نہیں پہنچانا چاہیئے تھا۔ بعض شرارت کرتے ہیں۔ بعض شرارت کا آلہ کار ہو جاتے ہیں۔

دنیا کی محبت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے

سائنس

انتقالِ خون

موجودہ دور کی نئی ایجادات اور نئے طریقوں میں صحت و طب کی دنیا میں بہت انقلابی امور ظاہر ہوئے ہیں۔ مریض کی جان بچانے کے لئے پچھلے وقتوں میں کشتہ جات اور مقوی ادویات پر زور دیا جاتا تھا۔ مگر اس میں یہ کمی رہ جاتی تھی کہ جاں بلب مریض کو فوری طاقت کی ضرورت ہوتی تھی جبکہ ان ادویہ کے استعمال کے بعد ان کے ہضم ہونے اور خون میں شامل ہو کر اپنی افادیت ظاہر کرنے میں کافی وقت ضائع ہو جاتا تھا۔ ان قباحتوں کو دور کرنے کے لئے جو کوششیں کی گئیں۔ ان میں انجکشن کی ایجاد بھی شامل ہے۔ انجکشن کے ذریعہ جسم میں دوائی فوری طور پر اپنا اثر شروع کر دیتی ہے۔ تاہم جان بچانے کیلئے اس سے بھی مفید مؤثر طریق کی تلاش جاری رہی۔ انتقال خون بھی اس کوشش کا ایک مظہر ہے۔ بعض علاقوں میں تازہ خون مفید و مقوی سمجھتے ہوئے پینے کا رواج ہے مگر طبی لحاظ سے یہ امر کسی طرح بھی پسندیدہ و مناسب نہیں سمجھا گیا۔ انتقال خون کے لئے جدید طبی سائنس کی روشنی میں مختلف گروپوں کے خون الگ الگ حاصل کئے جاتے اور انہیں حفظانِ صحت کے مسلمہ اصولوں کے تحت محفوظ کیا جاتا اور پھر ماہرین کی نگرانی میں مریض کے جسم میں منتقل کر کے اسے نئی زندگی دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خون میں سرخ ذرات کی کمی۔ خون کا کسی چوٹ یا زخم کی وجہ سے ضائع ہو جانا کسی بڑے اپریشن ـ مشکل وا ہنار مسل زچگی۔ خون کی مختلف بیماریوں جیسے ہیموفلیا۔ تھیلیسیمیا۔ لیکیمیا وغیرہ میں فوری طور پر مطلوبہ گروپ کے خون کا مل جانا صحت کے لئے ازحد مفید ہو سکتا ہے۔

انتقالِ خون کے متعلق ماہنامہ "سائنسی دنیا" کا مندرجہ بیان بہت حقیقت افروز ہے۔

" انتقالِ خون کی جتنی اہمیت آج محسوس کی جا رہی ہے۔ اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔ اس پُر تصنع اور مشینی دور میں ہر انسان کو کسی بھی لمحے فوری خون کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ موجودہ دور کی طبی میدان میں بے پناہ معلومات اور جاری تحقیق اور تجربات کے باوجود انتقالِ خون کا عنوان ہنوز نامکمل محسوس کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود ضرورت مند اشخاص میں خون کا لین دین ہمارے روزمرہ معالجہ میں شامل ہے ... اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی صحت مند خون دینے والے معطی کا انتخاب کر کے ... اس کے خون کا گروپ معلوم کیا جائے .... اسی طرح مریض کا بھی خون گروپ اور درجہ بندی کی جائے۔ بظاہر دونوں کے خون میں یکسانیت اور مماثلت ہو جانے پر مریض کے خوناب اور معطی کے سرخ خلیات کے مابین ٹیسٹ ٹیوب میں تعامل کروا کے یہ دیکھا جائے کہ آیا مریض کو یہ دیا جانے والا خون قابل قبول ہے یا نہیں۔ یہ بھی خون گروپ جانچ کی طرح ایک بہت ہی سادہ جانچ ہے جس میں سرخ خلیات کے باہم چپکنے یا پھر علیحدہ علیحدہ رہنے کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ دوران ٹیسٹ سرخ خلیات کے باہم اکٹھے ہو جانے پر وہ خون مریض کو نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ ایسا خون مریض کی رگوں میں جا کر بھی یہی مظاہرہ کریگا۔ خون کی گردش میں رکاوٹ کے علاوہ دیگر متذکرہ پیچیدگیاں بھی پیدا کر سکتا ہے ...... خون کے حصول سے لے کر مریض کو لگانے تک تمام مرحلے ماہرین خود اپنی نگرانی میں مکمل کروائیں۔ اکثر ہسپتالوں میں دیکھا گیا ہے کہ غیر تربیت یافتہ جاہل خونی ایجنٹ اپنے کارندوں ...... سے خون جمع کر کے فراہم کرتے ہیں۔ ایسا کرنا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس سے خون میں باہر سے مرض اور جراثیم کی شمولیت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ مشورہ بھی بڑا قابلِ قدر ہے کہ

" ہم میں سے ہر شخص کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ رضاکار معطی بنے اور زندگی اس ڈھب اور احتیاط سے گزارے کہ کبھی بھی محصلہ بننے کی نوبت نہ آئے کیونکہ انتقالِ خون سے جہاں زندگی کے چراغ کو روشن رکھنے میں بڑی مدد ملتی ہے وہیں پر اس کے دوران یا بعد میں کسی بھی لمحے محصلہ کو کبھی کبھار دشواریوں سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اس کا یہ ہرگز ہرگز مطلب نہیں کہ بوقت ضرورت خون نہ لیا جائے۔ زندگی بڑی انمول نعمت ہے اسے ہر حال میں برقرار رکھنا چاہیئے "

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساری دُنیا سے آگے نکلنے کا راز

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں

"میں اپنے بڑوں اور چھوٹوں۔ مردوں اور عورتوں۔ بچوں اور بالغوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے وقت کو ضائع نہ کریں اور محنت کی عادت ڈالیں۔ محنت سے میری مراد صرف محنت کا وہ لفظ نہیں کہ جس کو میں بولتا ہوں تو ہمارے کان اس کی لہریں سنتے ہیں مگر نہ تو لوگ سمجھتے ہیں اور نہ کام کرنے کا عزم کرتے ہیں محنت سے میری مراد ہے ـــــ یہ ہے کہ ہم نے ہر اس صلاحیت پر جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بخشی ہے زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے اور اچھے سے اچھے نتائج نکالنے ہیں۔ جب میں کوشش کا لفظ بولتا ہوں تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ہمیں دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دراصل دعا بھی ایک کوشش ہے۔ ایک تدبیر ہے....

.... غرض دعا بھی ایک کوشش ہے البتہ یہ صحیح ہے کہ یہ روحانی کوشش ہے مثلاً ہاتھ کی چار انگلیاں ہیں یہ علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں اگر ان میں سے دو کی نشوونما نہ ہو تو چار کی طاقت نہیں رہتی یعنی وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو چاروں انگلیوں کے ملنے سے نکلتا تھا...... پس جس رنگ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس رنگ میں ہر احمدی کو محنت کرنی چاہیئے اور اپنی جدوجہد کو انتہا تک پہنچانا ہے ہر فرد کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاحیت کی شکل میں اسے جو اصلی قوت اور اصلی دولت عطا فرمائی ہے اس سے وہ اپنے دائرہ صلاحیت کے اندر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ اگر آج پاکستان میں بسنے والے احمدی ہی اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کو ان کی انتہا تک پہنچا دیں تو اس سے ہمارے اس پیارے ملک کی کایا پلٹ جائے گی حالانکہ ہم بہت تھوڑے ہیں لیکن اگر ہم تھوڑی تعداد کے باوجود بھی اپنی صلاحیتوں کی نشوونما آخری حد تک پہنچا دیں ...... تو پاکستان کی دولت میں اتنا اضافہ ہو جائے گا کہ دنیا کی کوئی اور طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔"

لیکن اگر ہم وعظ کو سنتے رہیں مگر عمل نہ کریں اور اپنے اوقات کو ضائع کرتے رہیں اور ہمارے نوجوان جنہیں خدا تعالیٰ نے ذہن عطا فرمائے تھے وہ اپنے ذہن کو کند چھری کے ساتھ ذبح کرنے والے ہوں اور ہمارے پیشہ ور دوست جنہیں اللہ تعالیٰ نے حسن عمل کی صلاحیت عطا فرمائی تھی وہ اس دنیا میں خوبصورتی اور حسن پیدا نہ کر سکیں تو پھر اللہ ہی حافظ ہے لیکن اگر ہم ایسا کر دیں تو پھر ہمارا ملک اور پھر ساری دنیا (لیکن اس وقت میں اپنے ملک کی بات کر رہا ہوں ویسے ہماری ذمہ داری ساری دنیا کی خوشحالی کی ہے) دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ایک امیر ترین ملک بن جائے گا۔ اسلئے کہ ہم تھوڑے ہیں لیکن اگر پاکستان کے سارے باشندے خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس عظیم مہم میں جو دنیا میں جاری کی گئی ہے شامل ہو جائیں تو پھر میں کہوں گا کہ ہم ساری دنیا سے آگے نکل جائیں گے۔ لیکن ہم احمدی جو اس مملکت کے شہری ہیں ہماری تعداد گو بہت تھوڑی ہے لیکن اگر ہم اپنی نجات کی معراج کو پا لیں یعنی ہماری قوتوں، ہماری استعدادوں اور ہماری صلاحیتوں کے نشوونما اپنے کمال تک پہنچ جائیں تو ہمیں ہر پہلو سے اتنی دولت ملے۔ اتنی وافر دولت کہ ہمارے ملک کا نقشہ بدل جائے۔

پس اپنے نفسوں پر رحم کرتے ہوئے اور بنی نوع انسان سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے تم خدا تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کی زیادہ سے زیادہ نشوونما کرو اور اپنے دائرہ استعداد کی آخری حدود پر کھڑے ہو کر تم اپنے آپ سے یہ کہو اے ہمارے رب تو نے ہمیں انتہائی پیار سے صلاحیتیں دیں اور ان کا ایک دائرہ مقرر فرمایا پھر تو نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ہم درجہ بدرجہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اب ہم اپنی حد پر پہنچ گئے ہیں اب ہم اندر کی طرف منہ کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ جس طرح تو نے ہمیں ہمارے دائرہ استعداد اور صلاحیت میں انتہا تک پہنچنے کی توفیق عطا کر کے ہمیں نجات کی معراج تک پہنچایا ہے اسی طرح تو ہمیں یہ توفیق بھی عطا فرما کہ اب ہم زیادہ سے زیادہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۷۲ء)

پتہ مطلوب ہے

مکرم میاں عبدالسمیع صاحب ابن میاں عبدالحکیم صاحب آف گنج مغل پورہ لاہور وصیت نمبر ۲۷۴۴۳ کے بارہ میں کسی احباب جماعت کو معلوم ہو تو اُن کے ایڈریس سے نظارتِ ہذا کو فوری مطلع فرمادیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

پتہ درکار ہے

دفتر ہذا کو مکرم رائے فضل حسین صاحب کا موجودہ پتہ درکار ہے اس سے قبل موصی بمکان مولانا عبدالکریم شرما صاحب دارالعلوم غربی ربوہ میں رہتے تھے اگر کسی صاحب کو ان کے بارے میں علم ہو یا وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو فوری طور پہ دفتر ہذا کو مطلع فرمادیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

توسیع اشاعت الفضل

محترم میجر مبشر احمد صاحب باجوہ نے خود اپنی طرف سے اور اپنے اہل خاندان، والدہ صاحبہ والد صاحب اور دادا جان کی طرف سے مبلغ آٹھ سو روپے کی رقم برائے اجراء خطبہ نمبر برائے مستحقین ارسال فرمائی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ موصوف کو اس کا بہترین اجر عطا کرے اور دین و دنیا میں کامیابیوں سے نوازے۔ آمین

(عبدالمالک۔ نمائندہ الفضل لاہور)

"توبہ اور مغفرت سے انکار کرنا درحقیقت انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرنا ہے۔" (حضرت اقدس)

بقیہ: اداریہ

اسے پائندگی دینے کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ زندگی عطا کر دیتا ہے۔

حضور نے جس آبِ حیات کا ذکر فرمایا ہے وہ حضور کی تصانیف میں۔ جنہیں روحانی خزائن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے موجود ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ میری کتب کو جماعت کے دوست کم از کم تین دفعہ پڑھیں اگر تین دفعہ پڑھنا کم از کم ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں بار بار اور کئی بار پڑھا جائے بلکہ ساری زندگی ان کو انسان پڑھتا ہی رہے۔ ان میں آبِ حیات ہے ان میں روحانی زندگی کا سامان ہے وہ مُردوں کو زندہ کرنے والی چیزیں ہیں روحانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے انسانوں کو ایک تحفہ دیا ہے ہم میں سے ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کی کتب کو پڑھے اور ہم یہ بھی تجویز کرنا چاہیں گے کہ ان کتب کو ایک خاص منصوبہ کے ساتھ پڑھا جائے اور اگر وہ منصوبہ اس طرح بنایا جائے کہ پہلے وہ کتابیں پڑھی جائیں جو حضور نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تصنیف فرمائی ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا اس لئے کہ وہ کتابیں نہایت آسان زبان میں ہیں۔ آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہیں اور جو چیز آسانی سے سمجھ میں آجائے اس پر عمل کرنا بھی آسان ہوتا ہے گویا کہ آخیر سے شروع کر کے آپ حضور کی پہلی کتاب کی طرف آئیں۔ باقاعدگی سے پڑھیں۔ سمجھ کر پڑھیں اور ان میں جو کچھ تحریر ہے اس پر عمل پیرا ہوں یہی وہ آبِ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ کو عطا فرمایا جو حضور نے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا کہ حضور کی جماعت جہاں کہیں بھی ہو وہ اس آبِ حیات سے حصہ پائے اور اپنی زندگی۔ جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ کو پائندگی عطا کرے۔

خدا کرے کہ ہم حضور کی تمام کتب کا مطالعہ کرنے والے ہوں۔ ایک بار نہیں۔ بار بار۔ ساری زندگی ہم اُن کو پڑھتے رہیں اور اپنی زندگیوں کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کیلئے

مولانا نذیر احمد مبشر کا بچپن

بچوں کا رسالہ تشحیذ الاذہان اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی بچوں میں بہت مقبول ہے اور ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے تمام بچے اس رسالہ کو پڑھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ بچپن ہی سے الفضل کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ یہ نہیں کہ الفضل کو صرف بڑی عمر کے لوگوں کا پرچہ سمجھ کر بچے اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ بچوں کی توجہ الفضل کیطرف مبذول کروانے کے لئے ہم ایک کالم بچوں کے لئے بھی (ہفتہ میں ایک بار) شروع کر رہے ہیں۔ اس کالم میں بچوں کی دلچسپی کی باتیں ہوں گی۔ (خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ) اور بڑوں کے لئے یہ زاویہ بھی اس سے جھلکے گا کہ بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں انہیں کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ بچوں کی کن باتوں کو کس حد تک درست کرنا چاہیئے اور کس طرح ان کے لئے پر امید رہنا چاہیئے۔

ہم جماعت کے بعض بزرگوں کے بچپن کے واقعات و تاثرات اس کالم میں شائع کریں گے تاکہ والدین اس بات کا اندازہ لگا سکیں کہ کس قسم کا بچپن کس رنگ میں زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)

محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر جنہوں نے ایک طویل عرصہ تک غانا مغربی افریقہ میں خدمات سرانجام دی ہیں فرماتے ہیں:۔

"ہمارے خاندان میں نمبرداری کئی پشت سے چلی آرہی ہے۔ میرے دادا بھی محلہ اراضی یعقوب شہر سیالکوٹ کے نمبردار تھے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے مکرم غلام حسین صاحب۔ دوسرے مکرم غلام حسن صاحب (جو میرے والد ہیں) تیسرے مکرم غلام علی صاحب۔ حضرت مولوی فیض الدین صاحب امام البیت کبوتراں والی سیالکوٹ میرے والد صاحب کے استاد تھے۔

میری والدہ کے ہاں میری پیدائش سے قبل نو بچے پیدا ہوئے مگر سوائے ایک ہمشیرہ کے باقی سب وفات پاگئے۔ والد صاحب کو خواب میں میری پیدائش سے پہلے میری شکل بتائی گئی اور ساتھ ہی بتایا گیا کہ یہ بچہ زندہ رہیگا۔ مجھ سے پہلے جو بچہ پیدا ہوتا تھا والد صاحب کو اسکی زندگی کا یقین نہ آتا تھا۔ جب میری پیدائش ہوئی تو میرے والد صاحب نے بڑے وثوق سے میری والدہ کو کہا کہ یہ بچہ مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اس لئے ضرور زندہ رہیگا۔ میری پیدائش کے بعد ایک لڑکا اور ۲ لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر سب فوت ہوگئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا۔

میری پیدائش اگست ۱۹۰۹ء کی ہے۔ میں سیالکوٹ شہر کے محلہ اراضی یعقوب میں پیدا ہوا۔ میں نے پرائمری تک اسلامیہ پرائمری سکول نزد محلہ کشمیریاں سیالکوٹ تعلیم حاصل کی۔ میرے والد صاحب چونکہ دعوت الی اللہ کے کام میں سرگرم عمل رہتے تھے۔ اس لئے ان کی گفتگو سنکر مجھے بچپن میں ہی اپنے عقائد کا علم تھا۔ میری اپنے عقائد سے دلچسپی دیکھ کر ایک دفعہ ہمارے ہیڈ ماسٹر مولوی غلام حسن صاحب نے طلباء کو مخاطب ہو کر کہا دیکھو یہ مرزائی لڑکا ہے اور اسے اپنے عقائد کا علم ہے۔ جماعت چہارم پاس کرنے کے بعد والد صاحب نے مجھے امریکن مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں داخل کرا دیا۔

جب امریکن مشن سکول میں پادری ولسن بائبل کی گھنٹی میں کلاس کو پڑھانے کیلئے آتے تو میں کھڑے ہو کر اعتراض کر دیتا۔

اعتراضوں سے تنگ آکر پادری صاحب نے مجھے کہا کہ جب میں بائبل پڑھانے آؤں تو تم کلاس سے باہر چلے جایا کرو۔ اس کے بعد جب بھی انکی گھنٹی آتی میں کلاس سے باہر چلا جاتا۔ ایک دن باہر پھر رہا تھا تو عیسائی ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے دیکھ کر کہا "تم کیوں پھر رہے ہو" میں نے کہا میں بائبل کی گھنٹی میں اعتراض کرتا ہوں۔ اس وجہ سے پادری صاحب نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ میں اس گھنٹی میں حاضر نہ ہوں۔ اس پر ہیڈ ماسٹر نے مجھے کلاس میں بٹھا دیا۔ پانچویں جماعت میں نے امریکن مشن ہائی سکول میں پاس کی۔ اس کے بعد میں نے والد صاحب کو کہا کہ چونکہ آپ نے میری زندگی وقف کر دی ہے اس لئے مجھے قادیان تعلیم کے لئے بھیج دیں۔ اس پر میرے والد صاحب مجھے اپنے ساتھ قادیان لے گئے اور وہاں احمدیہ سکول میں داخل کرا دیا۔ داخلے کے وقت میرے والد صاحب نے مولوی عبد الرحمن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول کو کہا کہ وہ مجھے مدرسہ احمدیہ کی دوسری کلاس میں داخل کر لیں۔ لیکن وہ نہ مانے لیکن چند دنوں کی پڑھائی کے بعد مصری صاحب نے خود بخود ہی مجھے مدرسہ احمدیہ کی دوسری کلاس میں داخل کر دیا اور احمدیہ بورڈنگ ہاؤس میں رہائش کا انتظام کرا دیا۔ والد صاحب ہر ماہ مجھے اخراجات بھیجتے رہے۔

میں بچپن میں پرائمری تک گلی ڈنڈا اور کبڈی کھیلا کرتا تھا۔ مدرسہ احمدیہ میں فٹ بال بھی کھیلتا رہا۔

جامعہ احمدیہ سے ایک دفعہ ایک ٹیم کے ہمراہ دہلی علی گڑھ جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ ہماری ٹیم کے لڑکے دن کو کھیلتے اور رات کو پبلک لیکچر دیتے۔ میں نے بھی ایک لیکچر دہلی اور ایک لدھیانہ میں دیا۔ مجھے والد محترم کے نیک نمونہ کی وجہ سے بچپن سے باقاعدہ نماز کی عادت تھی۔ میں نے پہلی جماعت سے نماز شروع کر دی۔ اور ابتدائی زمانہ میں سیالکوٹ میں ہی تہجد پڑھنی شروع کر دی۔ مجھے جامعہ احمدیہ کے دور میں صرف و نحو میں خاص مہارت تھی۔"

عزیز بچو! دیکھا آپ نے محترم مولانا مبشر صاحب کو بچپن ہی سے نماز باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے کی عادت تھی اور اس کی وجہ ان کے والد صاحب کا نیک نمونہ تھا۔ وہ پڑھتے بھی تھے اور کھیلتے بھی تھے۔ لیکن یقیناً ان دونوں باتوں میں توازن قائم رکھتے ہوں گے جبھی تو تعلیم حاصل کرنے کے بعد علمی اور تربیتی میدان میں خدمت کا موقع ملا۔

اگر کیمیکل اور میکنیکل طریقوں سے
مرض کی تشخیص نہیں ہو رہی یا
بیماری معلوم ہونے کے باوجود بار بار
دوائیں فیل
ہو جاتی ہیں تو
بفضلہ تعالےٰ
CURATIVE DIAGNOSTIC FORM
کیوریٹو تشخیص فارم میں
ان مشکلات کا حل موجود ہے
-/3 روپے فی کاپی، ڈاکٹر صاحبان کیلئے -/200 سینکڑہ
کیوریٹو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم ● بے اولاد ● اٹھرا ● سوکھا ● گرمی ● گیس کا علاج کرنیوالے
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
زیر نگرانی: حکیم عبد الحمید اعوان ابن حکیم نظام جان مرحوم
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
۷۶۴۹۷ ، ۷۴۸۴۴ - ۰۴۳۱
برانچیں
اقصیٰ چوک نزد ٹیر بکس ربوہ
چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
پوسٹ بکس نمبر ۴۹۸ فون ۳۱۰۲۶ - ۰۶۱
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

لاہور —— پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں منگل کو مولانا منظور احمد چنیوٹی کو اس وقت تین بار معذرت کرنا پڑی جب انہوں نے بیگم نصرت بھٹو اور وزیراعظم بینظیر بھٹو کے بارے میں ایسے الفاظ کہے جنہیں سپیکر میاں منظور احمد وٹو نے نازیبا اور ناشائستہ قرار دیا اور جن پر اپوزیشن کے ارکان اسمبلی بطور احتجاج واک آؤٹ کر گئے تھے سپیکر اسمبلی نے اس موقع پر ایوان میں رولنگ دی کہ حکومت کے کسی عہدیدار، صدر، وزیراعظم، گورنر یا وزیراعلیٰ کے بارے میں قواعد کے تحت اور اخلاق کی رو سے غیر شائستہ زبان استعمال نہیں کی جا سکتی اور معزز ممبران اسمبلی کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کے راہنماؤں پر ذاتی کردار کے حوالے سے بات کرنے کی بجائے ان کی پالیسیوں اور نظریات پر تنقید کریں انہوں نے کہا کہ اجلاس گنبد کی آواز ہے جو کسی لیڈر کے بارے میں ناشائستہ الفاظ کہے گا اسے اپنے لیڈر کے بارے میں بھی ویسے ہی الفاظ سننا پڑ سکتے ہیں لہٰذا اس بات سے گریز کیا جائے تفصیلات کے مطابق جب مولانا منظور احمد چنیوٹی بجٹ پر تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے بیگم نصرت بھٹو اور بے نظیر بھٹو کے بارے میں کچھ الفاظ کہے اور تصاویر دکھائیں جس پر دوسری جانب سے بھی مولانا منظور چنیوٹی پر بعض الزامات عائد کئے گئے جو کہ سپیکر اسمبلی نے اجلاس کی کارروائی سے خارج کر دیئے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ان ریمارکس کے خلاف اپوزیشن کے ارکان واک آؤٹ کر گئے حکومتی بینچ کے رکن سردار عاشق گوپانگ نے سپیکر اسمبلی کو کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے آپ کے طے کردہ فیصلے کے باوجود غلط بات کی لہٰذا مولانا کو چاہیئے کہ وہ یا تو الفاظ واپس لیں یا یقین دہانی کروائیں۔ صوبائی وزیر سردار نصر اللہ دریشک نے سپیکر سے درخواست کی کہ اپوزیشن کے ارکان کو واپس لانے کی کوشش کی جائے۔ اس پر حکومتی بینچ کے راجہ اشفاق ایک اور رکن اسمبلی کے ساتھ اپوزیشن کو ایوان میں واپس لانے کے لئے گئے۔ اپوزیشن ارکان کی غیر موجودگی میں سپیکر اسمبلی نے مولانا منظور احمد چنیوٹی کو کہا کہ آپ نے غیر مہذب اور ناشائستہ الفاظ ادا کئے ہیں لہٰذا آپ معذرت کریں اس پر مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ میں نے اگر غلط بات کہی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔ راجہ اشفاق نے اپوزیشن ارکان کے ساتھ گفتگو کے بعد ایوان میں بتایا کہ اپوزیشن کے ارکان واپس آنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ مولانا منظور احمد چنیوٹی معذرت کریں اس وقت اپوزیشن کے ارکان لابی میں موجود ہیں اور ایوان کی کارروائی سن رہے ہیں جس پر مولانا منظور احمد چنیوٹی نے معذرت کے الفاظ دوبارہ دہرائے۔ جس پر اپوزیشن ارکان ایوان میں واپس آگئے اور انہوں نے کہا کہ راجہ اشفاق صاحب نے انہیں کہا تھا کہ وہ واپس آجائیں اور ان کے سامنے مولانا منظور احمد چنیوٹی معافی مانگیں گے جس پر منظور احمد چنیوٹی اور دوسرے بعض ارکان نے کہا کہ ہم معافی نہیں بلکہ معذرت کریں گے۔ جب کہ اپوزیشن ارکان کا مطالبہ تھا کہ ان کے سامنے معافی مانگی جائے جب کہ کچھ ارکان کا کہنا تھا کہ ان کے سامنے معافی یا معذرت لکھ کر کی جائے۔ اس پر سپیکر نے کہا مولانا منظور احمد چنیوٹی نے جو معذرت کی ہے وہ کارروائی میں ریکارڈ ہو چکی ہے اور بعد ازاں لکھی جائے گی۔ صوبائی وزیر سردار نصر اللہ دریشک نے کہا کہ اب تیسری بار معذرت کی بجائے ٹیپ سنوا دی جائے تاہم اپوزیشن کے ارکان کے اصرار پر مولانا منظور احمد چنیوٹی نے تیسری مرتبہ غیر مشروط معذرت کی۔

سپیکر نے کہا کہ اب دوبارہ کسی شخصیت کے ذاتی معاملہ پر بات نہ کی جائے۔ اس پر فضل حسین راہی نے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر کہا کہ جو تصاویر مولانا منظور احمد چنیوٹی دکھا رہے ہیں۔ ایسی تصاویر کسی بھی شریف اور غیر محرم عورت کی کسی بھی بدقماش اور ننگے مرد کے ساتھ دکھا سکتے ہیں۔ ذاتی فعل پر بات نہ کرنے کا یا معذرت کرنے کا مطلب ہے کہ فعل تو ہوا ہے لیکن ایوان میں اس پر بات نہ کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ جو کچھ مولانا منظور احمد چنیوٹی کر رہے ہیں یہ ذاتی فعل کے زمرے میں نہیں بلکہ ذاتی کردار کشی اور جدید تکنیک کے زمرے میں آتا ہے اور جدید تکنیک کے ذریعے کسی کی بھی کردار کشی کی جا سکتی ہے لہٰذا ہمارا یہ کہنا ہے کہ یہ تصاویر جعلی ہیں۔ خود بنائی گئی ہیں اس پر بات کی جائے اور مولانا منظور احمد چنیوٹی معافی مانگیں سپیکر نے سلمان تاثیر کو کہا کہ آپ فضل حسین راہی کو سمجھا کر بٹھائیں جس پر سلمان تاثیر نے فضل حسین راہی کو بٹھانے کی کوشش کی لیکن فضل حسین راہی بدستور کھڑے رہے اور انہوں نے کہا کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ ذاتی فعل نہیں ہے بلکہ یہ کردار کشی ہے اور یہ تصاویر جعلی ہیں جو کہ اس ایوان میں بیٹھی ہوئی کسی بھی معزز رکن یا کسی کی بھی ماؤں بہنوں کی جعلی طور پر بنائی جا سکتی ہیں۔ لیکن سپیکر نے اس پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دی۔ سپیکر نے کہا کہ چیئر کو ڈسٹرب نہ کریں اب جو رکن اسمبلی سپیکر کی بات کو ٹوکے گا۔ یا بات نہیں کرنے دے گا میں اسے ایوان سے باہر بھیج دوں گا لیکن میں اپنے اس اختیار کو استعمال نہیں کرنا چاہتا نوابزادہ غضنفر علی گل نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ ہم لوگوں نے سنت رسول دیکھی ہوتی ہے لیکن ہم اس رسول عربیؐ کی اس سنت پر عمل نہیں کرتے جو رازوں کو ڈھانپتے اور عیبوں کو چھپاتے تھے لیکن ہمارے علماء کرام جو رسولؐ کے امین ہیں اپنی تقریروں کو مرچ مصالحہ لگانے کے لئے غلط الفاظ اور محاورے استعمال کرتے ہیں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ اخلاقی مقدمے کے حوالے سے جو الزامات مجھ پر لگائے گئے ہیں وہ بھی واپس لئے جائیں اور ان پر معذرت کی جائے کیونکہ انہوں نے آج تک کبھی زنا نہیں کیا شراب نہیں پی اور بدفعلی کے مرتکب نہیں ہوئے۔ سپیکر کی تائید پر اپوزیشن کے رکن محمود الحسن ڈار نے کہا کہ میں سپیکر کے حکم کے مطابق وہ الفاظ جو میں نے ادا کئے تھے واپس لیتا ہوں۔

انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالےٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے (حضرت اقدس)

ایک نئے عزم کیساتھ ربوہ میں سب سے پہلا ادارہ
احمد اسٹیٹس (رجسٹرڈ) ربوہ
فون دفتر: ۵۳۵ گھر: ۴۳۶

جدید نسخہ جات کے سیمپلز اور لٹریچر
ڈاکٹرز (ایم بی بی ایس) ہومیوپیتھک ڈاکٹرز اور حکیم حضرات کیلئے خط آنے پر مفت ارسال کئے جاتے ہیں۔
کیورٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶/۱۰۰

اعلان دارالقضاء

زکیہ بیگم صاحبہ بنام خورشید اسلم صاحب۔ سلطان شیر صاحب بنام خورشید اسلم صاحب

مندرجہ بالا دونوں مقدمات کی سماعت بتاریخ ۱۲ر جنوری ۱۹۸۹ء دارالقضاء میں بعد نمازِ عصر ہوگی۔ مدعی علیہ خورشید اسلم صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ایکسائز اینڈ لینڈ کسٹم (سابقہ ایڈریس: مکان ۸/۲ سیکٹر آئی ۱/۲۰ اسلام آباد) حال مقیم مری کو بذریعہ روزنامہ الفضل اطلاع دی جاتی ہے کہ بروقت حاضر ہو کر پیروی کریں۔ اگر وہ تاریخ مقررہ پر حاضر نہ آئے تو ان کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔"

"قبل ازیں ان کو متعدد بار بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک اطلاع بھجوائی گئی ہے لیکن وہ کسی تاریخِ سماعت پر بھی حاضر نہیں ہوئے۔"

(ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

بقیہ:۔ افکار معاصرین

ناچیز رائے میں ہماری محنت اس لئے بارآور نہیں ہوتی کہ ہم جھوٹی باتیں مرزائیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ پر جب یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے تو وہ مرزائیت کی طرف زیادہ راغب ہو جاتا ہے ہم بفضل تعالےٰ صراط مستقیم پر ہیں تو ہمیں جھوٹ پر انحصار کرنے کی بجائے دلائل سے کام لینا چاہیئے۔ مرزائی کوئی ایسی قوم نہیں جو غیر ممالک سے آ کر ہندوستان اور پاکستان میں بس گئی ہو۔ ہم ہی سے نکل کر یہ لوگ دور ہوئے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ حکمت عملی اور دلائل سے ہمارے علمائے کرام انہیں راہ راست پر لائیں۔"

(روزنامہ امن کراچی ۱۱ر اگست ۸۸ء)

⦿ نرینہ اولاد کی کمی ⦿ اٹھراء ⦿ سوکڑا
کا علاج قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اول حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ کی بیاض کے عین مطابق ادویات تیار کرتے ہیں۔
• نیز دیگر ادویات بھی آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں
• بذریعہ خط و کتابت بھی علاج کیا جاتا ہے
المعاون صحت دواخانہ (رجسٹرڈ)
جلال پور روڈ (نزد احمدیہ بیت الذکر) حافظ آباد
پوسٹ کوڈ ۵۲۱۱۰

راحتِ جان — تبخیر معدہ کی مجرب دوا — قیمت ۱۴/-
شربت صدر — نزلہ و زکام اور کھانسی کیلئے — قیمت ۶/-
تریاق معدہ — خرابی ہاضمہ کا مؤثر علاج — قیمت ۱۴/-
تریاق بواسیر — بواسیر کا شافی علاج — قیمت ۱۵/-
روشن کاجل — آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے — قیمت ۵/-
اکسیر پائیوریا — خون اور پیپ کو روکتا ہے — قیمت ۱۰/-
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۶۰ — فون: ۶۳۴